حضور ﷺ نے فرمایا: ”البركة مع أكابركم“ برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۲۳

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفَاعِ اَسلاف

ہند

فہرست مضامین

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتہم

کیا حدیث: ''افتحوا على صبيانكم أول كلمة بلا إله إلا الله'' موضوع ہے؟ [قسط ۹]

-مولانا ابن نصیر الدین
-ڈاکٹر ابو محمد، شہاب علوی

اعتراض:

پروفیسر سید طالب الرحمن ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''ایک اور حدیث جس میں یہ ذکر ہے کہ جس شخص کا اول اور آخر کلمہ لا الہ الا اللہ ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو کسی گناہ کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جائے گا۔ زکریا صاحب نے اس حدیث کو جہلا کے لئے پیش کر دیا کہ وہ اس موضوع حدیث پر عمل کر کے اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے سیاہ کر لیں کیونکہ جب پوچھا نہ جائے تو پھر ڈر کیسا اور لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے نیچے عربی میں یہ عبارت لکھ دی اور اس کا ترجمہ کرنا تک گوارا نہ کیا۔ (''موضوع، ابن محمويه وابوه مجهولان'') یہ موضوع حدیث ہے ابن محمویہ اور اس کا باپ مجہول راوی ہیں''۔ **(تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۷)**

الجواب وباللہ التوفیق:

امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو علي الروذباري، وأبو عبد الله الحافظ، قالا: أنا أبو النضر محمد بن محمد بن يوسف الفقيه، نا أبو عبد الله محمد بن محمويه بن مسلم، ثنا أبي، نا النضر بن محمد البيسكي، عن سفيان الثوري، عن منصور، عن إبراهيم بن مهاجر، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "افتحوا على صبيانكم أول كلمة بلا إله إلا الله، ولقنوهم عند الموت لا إله إلا الله، فإنه من كان أول كلامه لا إله إلا الله وآخر كلامه لا إله إلا الله، ثم عاش ألف سنة ما سئل عن ذنب واحد" متن غريب لم يكتبه إلا بهذا الإسناد۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچے کو شروع میں، جب وہ بولنا سیکھنے لگے، لا الہ الا اللہ یاد کراؤ، اور جب مرنے کا وقت آئے جب بھی لا الہ الا اللہ تلقین کرو، جس شخص کا اول کلمہ لا الہ الا اللہ ہو اور آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہو، وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو (ان شاء اللہ) کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوگا، (یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا، یا اگر صادر ہوا تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا، یا اس وجہ سے کہ اللہ جل شانہ اپنے فضل سے معاف فرماوینگے)۔ **(شعب الایمان للبیھقی: ج ۱۱ ص ۱۲۸، رقم الحدیث ۸۲۸۲)**

یہ انتہائی درجہ کی ضعیف سند ہے، اس کی سند میں محمد بن محمویہ بن مسلم اور ان کے والد مجہول ہیں، اسی طرح نضر بن محمد البیسکی

کا بھی تعین نہ ہوسکا، لیکن اس کا جواب خود حضرت شیخؒ نے آگے دے دیا ہے، اگر ہمارے معترض صاحب تعصب کا چشمہ ہٹا کر آگے بھی پڑھے ہوتے تو شاید یہ اعتراض نہ کرتے۔

چنانچہ حضرت شیخ الحدیث، مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) لکھتے ہیں:

"موضوع، ابن محموية وأبوه مجهولان، وقد ضعف البخاري إبراهيم بن مهاجر؛ حكاه السيوطي عن ابن الجوزي، ثم تعقبه بقوله: الحديث في المستدرك، [۱]

وأخرجه البيهقي في الشعب عن الحاكم، وقال: متن غريب لم نكتبه إلا بهذا الإسناد، وأورده الحافظ ابن حجر في أماليه ولم يقدح فيه بشيء؛ إلا أنه قال: إبراهيم فيه لين، وقد أخرج له مسلم في المتابعات؛ كذا في اللآلي، وذكره السيوطي في شرح الصدور ولم يقدح فيه بشيء.

قلت: وقد ورد في التلقين أحاديث كثيرة، ذكرها الحافظ في التلخيص، وقال: في جملة من رواها وعن عروة بن مسعود الثقفي رواه العقيلي بإسناد ضعيف، ثم قال: روي في الباب أحاديث صحاح عن غير واحد من الصحابة، [۲]

ورواه ابن أبي الدنيا في كتاب المحتضرين من طريق عروة بن مسعود عن أبيه عن حذيفة بلفظ: "لَقِّنُوا

---

[۱] حافظ جلال الدین السیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اس حدیث کو اپنی "تاریخ" میں ذکر کیا ہے نہ کہ "المستدرک" میں۔ (الجامع الکبیر للسیوطی: ج ۱: ص ۲۴۷، حدیث نمبر ۳۶۷۱)

[۲] حافظ عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثناه أحمد بن داود القومسي قال: حدثنا محمد بن عبد الرحمن بن الوليد بن هلال بن أبي معشر، قال: حدثنا أبي، عن إبراهيم بن محمد بن عاصم، عن أبيه، عن حذيفة بن اليمان، عن عروة بن مسعود، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقنوا موتاكم لا إله إلا الله قال: ولا يتيقن سماع بعضهم من بعض۔

وفي هذا الباب أحاديث صحاح عن غير واحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وإنما أنكرنا الإسناد۔ (کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی: ج ۱: ص ۶۵)،

اس سند میں ابراہیم بن محمد بن عاصم مجہول ہے، اس حدیث کی ایک اور سند، امام عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) ہی نے ذکر فرمائی ہے کہ

حدثنا أحمد بن بكر بن خلف قال: حدثنا عثمان بن الهيثم قال: حدثنا عبد الوهاب بن مجاهد، عن أبيه، عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقنوا موتاكم: لا إله إلا الله۔ لا يتابع عليهما ولا على كثير من حديثه۔

حدثنا محمد بن زكريا قال: حدثنا سفيان بن وكيع قال: قال أبي: سألت عبد الوهاب بن مجاهد عن هذا الحديث

مَوتَاکُم لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّهَا تَهدِمُ مَا قَبلَهَا مِنَ الخَطَايَا''، [۱]

وروي فيه أيضا عن عمر وعثمان وابن مسعود وأنس وغيرهم، اه. وفي الجامع الصغير: لَقِّنُوا مَوتَاكُم لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ''. رواه أحمد ومسلم والأربعة عن أبي سعيد، ومسلم وابن ماجه عن أبي هريرة، والنسائي عن عائشة؛ ورقم له

لقنوا موتاكم لا إله إلا الله. فقال: ذكروا عن جابر بن عبد الله. قال وكيع: فقلت له: سمعته من أبيك؟ فذهب وتركني. وكلا الحديثين قد رويا من غير هذا الوجه بإسناد أصلح من هذا۔ (كتاب الضعفاء الكبير للعقيلي: ج ۳: ص ۷۲)،

اس سند میں عبد الوہاب بن مجاہد متروک ہے۔ (تقریب: رقم ۴۲۶۳)

(۱) صدوق، حافظ ابو بکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني محمد بن الحسين قال: حدثنا منصور بن سقير قال: حدثنا أبو معشر، عن إبراهيم بن محمد بن عاصم بن محمد بن عروة بن مسعود الثقفي، عن أبيه، عن حذيفة بن اليمان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »لقنوا موتاكم لا إله إلا الله، فإنها تهدم كل ما كان قبلها من الخطايا۔ (المحتضرين لابن ابی الدنیا: حدیث نمبر ۲)

اس کی سند میں ابراہیم بن محمد بن عاصم کو حافظ عقیلیؒ (م ۳۲۲ھ) نے مجہول اور انکی حدیث کو غیر محفوظ قرار دیا ہے، نیز منصور بن سقیرؒ اور ابو معشر، نجیح بن عبد الرحمٰن السندیؒ (م ۱۷۰ھ) پر بھی کلام ہے۔ البتہ اس روایت کی متابعات موجود ہیں، چنانچہ حافظ ابن حبان البستیؒ (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أحمد بن محمد بن الشرقي قال: حدثنا محمد بن يحيى الذهلي قال: حدثنا محمد بن إسماعيل الفارسي قال: حدثنا الثوري عن منصور عن هلال بن يساف عن الأغر عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لقنوا موتاكم لا إله إلا الله فإنه من كان آخر كلمته لا إله إلا الله عند الموت دخل الجنة يوما من الدهر وإن أصابه قبل ذلك ما أصابه۔ (صحیح ابن حبان: حدیث نمبر ۳۰۰۴، ت الارنؤط) اور اس کی تحقیق میں شیخ، محدث شعیب الارنؤطؒ (م ۱۴۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''حديث صحيح. محمد بن إسماعيل الفارسي ذكره المؤلف في "الثقات"، وقال: يغرب. وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح. ومنصور: هو ابن المعتمر، والأغر: هو أبو مسلم المدني''۔ شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے بھی اس روایت کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔ (الارواء الغلیل: ج ۳: ص ۱۵۰)،

اسی طرح، حضرت ابو ہریرۃؓ اور حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لقنوا موتاكم لا إله إلا الله''۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۹۱۶، ۹۱۷)، ایک اور روایت میں حافظ ابو بکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو نصر التمار قال: حدثنا [حماد بن سلمة، عن حميد، عن أنس]، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال لا إله إلا الله عند الموت، هدمت ما قبلها قالوا: وكيف هي في الحياة؟ قال: أهدم وأهدم۔ (المحتضرين لابن ابی الدنیا: حدیث نمبر ۳، نیز دیکھئے فضائل التهليل لابن البنا: حدیث نمبر ۲۵)، اس روایت کی سند حسن ہے، (دیکھئے ص ۷)

بالصحة۔

وفي الحصن: إِذَا أَفْصَحَ الوَلَدُ فَلْيُعَلِّمْهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ"، وفي الحرز: رواه ابن السني عن عمرو بن العاص، اهـ.
قلت: ولفظه في عمل اليوم والليلة: "عَن عَمرِو بنِ شُعَيبٍ: وَجَدتُ فِي كِتَابِ جَدِّي الَّذِي حَدَّثَهُ عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا أَفصَحَ أَولَادُكُم فَعَلِّمُوهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ لَا تَبَالُوا مَتىٰ مَاتُوا، وَإِذَا أَثْغَرُوا فَمُرُوهُمْ بِالصَّلَاةِ"۔[۱]
. وفي الجامع الصغير -برواية أحمد وأبي داود والحاكم- عن معاذ: "مَن كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ

حافظ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ: "وأخرج أبو يعلى والحاكم بسند صحيح عن طلحة وعمر قالا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إني لأعلم كلمة لا يقولها رجل يحضره الموت إلا وجد روحه لها راحة حين تخرج من جسده وكانت له نورا يوم القيامة وفي لفظ إلا نفس الله عنه وأشرق لها لونه ورأى ما يسره لا إله إلا الله۔

وأخرج إبن أبي الدنيا في كتاب المحتضرين والطبراني والبيهقي في شعب الإيمان عن أبي هريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول حضر ملك الموت رجلا يموت فشق أعضاءه فلم يجده عمل خيرا ثم شق قلبه فلم يجد فيه خيرا ففك لحييه فوجد طرف لسانه لاصقا بحنكه يقول لا إله إلا الله فغفر له بكلمة الإخلاص"۔(شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: ص ۴٦)

چنانچہ ان روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ بہر حال تلقین کرنے کا حکم ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ جس شخص کا آخر کلمہ لا الہ الا اللہ ہو اس کے گناہوں کی بخشش ہو جائیگی، اس کو جنت کا پروانہ مل جائیگا اور اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جائیگی۔

(۱) ثقہ، حافظ احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری المعروف بـابن السُّنِّيؒ (م ۳۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا حمزة بن العباس المروزي، ثنا علي بن الحسن بن شقيق، ثنا الحسين بن واقد، ثنا أبو أمية -يعني: عبد الكريم- عن عمرو بن شعيب، قال: وجدت في كتاب جدي الذي حدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: »إذا أفصح أولادكم فعلموهم لا إله إلا الله، ثم لا تبالوا متى ماتوا، وإذا أثغروا فمروهم بالصلاة۔(عمل اليوم والليلة سلوك النبي مع ربه عز وجل ومعاشرته مع العباد لابن السني: حدیث نمبر ۴۲۳)

اس روایت کی سند ابوامیہ عبد الکریم بن ابی المخارقؒ (م ۱۲۶ھ) کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن انکی روایت کو متابع میں لیا جا سکتا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ "ضعيف لكنه شاهد جيد"۔(الامالی المطلقۃ لابن حجر: ص ۱۶۸)،

لہذا اس حدیث کے تینوں جزء (بچے کو لا الہ الا اللہ سکھانا، قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا اور اس پر عمل کرنے والوں کیلئے جنت کی بشارت) احادیثِ مقبولہ سے ثابت ہیں، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بچے کو جب بچپن سے ایک مستحب امر (قولِ لا الہ الا اللہ) کی ہدایت کی جائے تو وہ فرائض پر تو بدرجہ اولی اپنی زندگی میں عامل رہیگا اور اس کا لازمی معنی یہی ہے کہ عموماً وہ شخص مناسب تربیت کے نتیجے میں اتباعِ سنت پر زندگی گزارتا ہے اور ایسے شخص کیلئے پھر "گناہوں سے نامہ اعمال سیاہ کرنا" چہ معنی دارد؟۔۔۔۔

الجَنَّةَ''، ورقم له بالصحة۔

وفي مجمع الزوائد عن علي رفعه: ''مَن کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَم یَدخُلِ النَّارَ''، وفي غیر روایۃ مرفوعۃ: مَن لُقِّنَ عِندَ المَوتِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الجَنَّۃَ''۔ (فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ص۴۲۸، طبع دینیات، ممبئی)

خلاصہ: سابقہ تحقیق سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے جس روایت کو ذکر کیا ہے، اس کا متن صحیح اور حسن روایات سے ثابت ہے اور اس روایت کو موضوع کہنا بہت بڑی جرأت ہے، حد تو یہ ہے کہ ہمارے پروفیسر صاحب نے ایک ایسی روایت پر وضع کا حکم لگایا جس کی سند میں خود ان کے بقول دو مجہول راوی ہیں تو بھلا ہمیں بھی بتلایئے کہ اصولِ حدیث میں کونسا ایسا قاعدہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ مجہول راوی کے سند میں موجود ہونے سے وہ حدیث ہی موضوع قرار پاتی ہے چہ جائیکہ اس کا متن مقبول روایات سے ثابت ہو اور اس پر صحابہ کا عمل بھی ہو؟ حتیٰ کہ امام ابن جوزیؒ جو کہ متشدد ہیں وہ خود اس روایت کو اپنی موضوعات میں نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ابراہیم بن مہاجرؒ کو ضعیف کہا اور ابن محمویہ اور انکے والد دونوں مجہول الحال ہیں (الموضوعات لابن الجوزی: ج۳ ص ۲۱۹) لہٰذا جب وہ خود بھی اس روایت کے متکلم فیہ رُوات کو بس مجہول الحال کہنے پر اکتفاء کئے ہیں تب تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت حدیث کا انکار کرنے کی سنگینی سے صد بار اللہ کی پناہ۔۔واللہ یھدی الی سواء الصراط۔۔۔

۔۔۔۔حالانکہ خود حضرت شیخ نے آگے اس کی وضاحت بھی فرمائی: ''یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا، یا اگر صادر ہوا تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا، یا اس وجہ سے کہ اللہ جل شانہ اپنے فضل سے معاف فرماوینگے'' شاید ہمارے معترض صاحب یہ نہیں جانتے کہ موت کے وقت کلمہ تو اسی شخص کو نصیب ہوتا ہے جو زندگی میں بھی اس کا ورد جاری رکھتا ہے اور آدمی کی زبان پر موت کے وقت وہیں جاری ہوتا ہے جسکا وہ زندگی میں معتاد ہو جیسا کہ مشاہدہ ہے، جیسا کہ حافظ ابن ابی دنیاؒ (م۲۸۱ھ) نے یہ حکایت بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص جس کا شرابیوں کیساتھ اٹھنا بیٹھنا تھا، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اسکو ایک شخص کلمہ شہادت کی تلقین کرنے کیلئے آیا تو یہ شخص کہنے لگا: ''اشرب و اسقنی'' اور ویسے ہی مر گیا۔۔۔حفظنا اللہ منہ۔۔۔اور اسی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے: ''یموت کل انسان علی ماعاش علیه ویبعث علی مامات علیه'' (صحیح مسلم: رقم الحدیث ۲۸۷۸، تنبیہ الساھی شرح ذم الملاھی للحافظ ابن ابی الدنیا: ص ۱۲)، تو کیا ایسا فرد جو زندگی بھر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتا ہو، کیا اس حدیث کا مقتضی ہو سکتا ہے کہ موت کے وقت اسکو کلمہ نصیب ہو؟ ۔۔۔بڑی حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے پروفیسر صاحب بیٹھ گئے جواب لکھنے فضائلِ اعمال کا جبکہ وہ اتنی بنیادی باتوں سے بھی ناواقف معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اگر وہ اس بات کو جانتے تو یہ اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی کہ زندگی بھر نامہ اعمال سیاہ کرنے کے باوجود اسکو موت کے وقت کلمہ نصیب ہو؟؟

کیا حدیث: ''هي أهدم لذنوبهم'' موضوع ہے؟ [قسط۱۰]

-مولانا ابن نصیر الدین
-ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

اعتراض:

پروفیسر سید طالب الرحمن ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' میں لکھتے ہیں:

'اسی طرح ایک منکر الحدیث زائدہ بن ابی الرقاد (حاشیہ مسند ابی یعلی: ۱/۷۱، رقم ۷۰) کی یہ روایت کہ ''حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ لوگ اس کلمہ (لا الہ الا اللہ) کو پڑھیں، تو کیا ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''۲'' مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ کلمہ ان کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے'' (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے)۔

اس کی تائید میں حضرت علیؓ سے یہ روایت لائے، جس میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھا، اس کے ''۵۰'' سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جس کے ''۵۰'' سال کے گناہ نہ ہوں، فرمایا: تو پھر اس کے والدین، قرابت اور عام مسلمانوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

پھر خود لکھتے ہیں کہ امام سیوطی کے بقول، اس حدیث کی تمام اسناد تاریک (ظلمات) ہیں اور امام سیوطی نے اسناد کے راویوں پر جھوٹے ہونے کا الزام لگایا ہے۔ اس جھوٹی روایت کی تائید میں ان الفاظ کی حدیث لائے ''کہ اس شخص کے ''۴'' ہزار کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، آپ سے کہا گیا کہ اگر اس کے ''۴'' ہزار گناہ نہ ہوں، تو فرمایا: اس کے اہل وعیال و رشتہ داروں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ **(تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۷-۱۶۸)**

الجواب وباللہ التوفیق:

زائدہ بن ابی الرقاد کی روایت کو مع سند ملاحظہ فرمائیں:

قال الامام ابو يعلى الموصلي: حدثنا عبيد الله بن عمر، حدثنا زائدة بن أبي الرقاد، حدثني زياد النميري، عن أنس: أن أبا بكر دخل على النبي صلى الله عليه وسلم وهو كئيب، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: مالي أراك كئيبا؟ قال: يا رسول الله كنت عند ابن عم لي البارحة فلان، وهو يكيد بنفسه. قال: فهلا لقنته لا إله إلا الله؟ قال: قد فعلت، يا رسول الله. قال: فقالها؟ قال: نعم. قال: وجبت له الجنة قال أبو بكر: يا رسول الله، كيف هي للأحياء؟ قال: هي أهدم لذنوبهم، هي أهدم لذنوبهم۔ (مسند الامام يعلى الموصلي: ج۱: ص۷۱، حدیث نمبر ۷۰)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابو یعلی الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) مشہور ثقہ، حافظ، امام ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۴۱)

(۲) عبید اللہ بن عمر القواریریؒ (م ۲۳۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۳۲۵)

(۳) زائدہ بن ابی رقاد سنن نسائی کے راوی اور منکر الحدیث ہے۔ (تقریب: رقم ۱۹۸۱)، مگر حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کہتے ہیں کہ ''یروی المناکیر عن المشاهیر، لا یحتج بخبره، و لا یکتب إلا للاعتبار''۔ (تہذیب التہذیب: ج ۳: ص ۳۰۵)،

یعنی متابع کی صورت میں ان کی احادیث لکھی جائے گی۔

(۴) زیاد بن عبد اللہ النمیریؒ سنن الترمذی کے راوی اور ضعیف ہے۔ (سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۰۸۷)

(۵) حضرت انسؓ (م بعد ۹۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)

مگر اس روایت کا ایک قوی شاہد ہے، چنانچہ حافظ ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو نصر التمار قال: حدثنا [حماد بن سلمة، عن حميد، عن أنس]، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال لا إله إلا الله عند الموت، هدمت ما قبلها قالوا: و كيف هي في الحياة؟ قال: أهدم و أهدم۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مرتے دم لا إلہ إلا اللہ کہا اس کے پچھلے گناہ گرا دیئے جائیں گے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اور زندگی میں یہ (کلمہ پڑھنا) کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (گناہوں کو) بہت گرانے والا (گناہوں کو) بہت گرانے والا۔ (المحتضرین لابن ابی الدنیا: حدیث نمبر ۳، نیز دیکھئے فضائل التهليل لابن البنا: حدیث نمبر ۲۵)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) ابوبکر ابن ابی الدنیاؒ (م ۲۸۱ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) عبد الملک بن عبد العزیز، ابو نصر التمارؒ (م ۲۲۸ھ) صحیح مسلم و سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۱۹۴)

(۳) حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) ثقہ، اثبت الناس فی ثابت ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۴۹۵)

<u>نوٹ:</u>

حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) کا اگرچہ حافظہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا، مگر ابو نصر التمارؒ (م ۲۲۸ھ) نے ان سے، ان کا حافظہ متغیر ہونے سے پہلے روایات لی ہے، کیونکہ امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے ''أبو نصر التمار، حدثنا حماد بن سلمة'' کی سند سے احادیث کی تخریج کی ہیں۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۸۶۰، ۵۹)،

لہذا یہاں پر حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) کی روایت محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

(۴) حمید الطویلؒ (م ۱۴۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، مدلس ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۵۴۴)

نوٹ:

اگر چہ حمید الطویلؒ (م ۱۴۲ھ) مدلس ہے، مگر ان کی ''عنعنہ'' صحتِ حدیث کے منافی نہیں ہے۔ (**معجم المدلسین للشیخ محمد بن طلعت: ص ۱۷۲**)

(۵) حضرت انسؓ (م بعد ۹۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (تقریب)

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں، لہذا سند حسن ہے اور صدیق اکبرؓ کی روایت پر بھی اعتراض فضول ہے۔

اور جہاں تک دیگر ''۲'' روایتوں کا مسئلہ ہے، تو اب اس کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی، کیونکہ وہ ''۲'' روایات تو، حضرت نے متابع کے طور پر ذکر کی تھی اور ہم نے ان کے بجائے ایک قوی شاہد پیش کر کے، اس کی کمی پوری کر دی۔ لہذا یہاں پر، ان ''۲'' روایتوں پر بحث کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

کیا جمعہ کے دن ''۸۰'' بار درود پڑھنے کی حدیث موضوع ہے؟ [قسط ۱۱]

-مولانا ابن نصیر الدین

-ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

اعتراض:

پروفیسر سید طالب الرحمن ''تبلیغی جماعت کا اسلام'' میں لکھتے ہیں:

''اسی طرح زکریا صاحب ایک منکر روایت بیان کرتے ہیں اور اس پر انکا اپنا بھی عمل ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اسی (۸۰) دفعہ مجھ پر درود بھیجے، اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، زکریا صاحب تو اسے ضعیف گردانتے ہیں، لیکن ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے''۔ (**لسان المیزان: ج۲: ص ۲۲۴ طبع دار الفکر**)، اس روایت میں حجاج بن سنان یا سیار ہے، امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ متروک راویوں میں سے ہے۔ [**میزان: ۲/ ۴۷**] (**تبلیغی جماعت کا اسلام: ص ۱۶۸**)

الجواب وباللہ التوفیق:

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو طالب عمر بن إبراهيم الفقيه، قال: حدثنا عمر بن إبراهيم المقرئ، قال: حدثنا محمد بن جعفر المطيري، قال: حدثنا وهب بن داود بن سليمان الضرير، قال: حدثنا إسماعيل بن إبراهيم، قال: حدثنا عبد العزيز بن صهيب، عن أنس بن مالك، قال: كنت واقفا بين يدي رسول الله، صلى الله عليه وسلم فقال: من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما، فقيل له: كيف الصلاة عليك يا رسول الله؟ قال: تقول: اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الأمي، وتعقد واحدة۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۵: ص ۶۳۶، ت بشار)

سند کی تحقیق:

(۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ ہیں۔ (**دیکھئے کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۱۸**)

(۲) ابو طالب، عمر بن ابراہیم الزہری البغدادیؒ (م ۴۳۴ھ) ثقہ، فقیہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۵۴۳، السَّلسَبِيلُ النَّقِي في تَرَاجِمِ شيُوخ البَيهَقِيّ: ص ۵۰۶**)

(۳) ابو حفص، عمر بن ابراہیم المقری الکتانیؒ (م ۳۹۰ھ) بھی ثقہ، محدث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۸: ص ۶۶۶، سیر: ج ۱۶: ص ۴۸۲**)

(۴) محمد بن جعفر بن احمد، ابوبکر المطیری (م ۳۳۵ھ) بھی ثقہ، حافظ ہیں۔(الدليل المغني لشيوخ الإمام أبي الحسن الدارقطني: ص ۳۶۳)

(۵) وہب بن داود بن سلیمان، ابوالقاسم المخرمی کے بارے میں خطیب کہتے ہیں کہ "لم یکن ثِقة"۔(تاریخ بغداد: ج۱۵: ص ۶۳۶، ت بشار)، لہذا وہ ضعیف ہیں۔

(۶) اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم الاسدی، المعروف بابن علیۃ (م ۱۹۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، حجت ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۱۶، الکاشف)

(۷) عبدالعزیز بن صہیب البنانی البصری (م ۱۳۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حجت ہیں۔(تقریب: رقم ۴۱۰۲، الکاشف: رقم ۳۳۹۳)

(۸) حضرت انس بن مالک (م بعد ۹۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

معلوم ہوا کہ وہب بن داود بن سلیمان، ابوالقاسم المخرمی کے علاوہ، تمام روات ثقہ ہیں اور اس درود کے الفاظ "اللهم صل على محمد عبدك ونبيك ورسولك النبي الأمي"، کی تائید صحیح روایات سے ہوتی ہے۔(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۴۷۹۸، السنن الکبری للنسائی: ج۹: ص ۲۶، حدیث نمبر ۹۷۹۴)،

نیز اس روایت کے "۲، ۲" شاہد بھی موجود ہیں۔

<u>شاہد نمبر ۱:</u>

چنانچہ حافظ ابن شاہین (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

ناالحسين بن إسماعيل الضبي، وأحمد بن عبد الله بن نصر بن بجير، قالا: نا سعيد بن محمد بن ثواب، أنا عون بن عمارة، أنا سكن البرجمي، عن حجاج بن سنان، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، أظنه عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة علي نور على الصراط فمن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما۔(الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین: ص ۱۴، حدیث نمبر ۲۲)

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان البغدادی، المعروف بابن شاہین (م ۳۸۵ھ) ثقہ، مامون ہیں۔(الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الاسماء والکنی والانساب لابن ماکولا: ج۴: ص ۲۹۱)

(۲) ابوعبداللہ الحسین بن اسماعیل بن محمد الضبی المحاملی القاضی البغدادی (م ۳۳۰ھ) ثقہ، حافظِ حدیث اور فقیہ ہیں۔(ارشاد القاصی والدانی الی تراجم شیوخ الطبرانی: ص ۲۸۱) اور ان کے متابع میں ثقہ، امام ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن نصر بن بجیر ابن اسامۃ (م ۳۲۲ھ)

موجود ہیں۔(**الدلیل المغنی لشیوخ الامام الدارقطنی:ص۹۶**)

(۳) ابوعثمان سعید بن محمد بن ثواب البصری الحصریؒ صدوق ہیں۔

* حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴) نے ''الثقات'' میں بیان کر کے فرمایا: مستقیم الحدیث۔

* امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے انکی روایت کو اپنی سنن میں بیان کیا اور اس پر صحت کا حکم لگایا۔

* حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے انکی ایک روایت کے ذیل میں فرمایا: رواته ثقات، اور ایک دوسری جگہ فرمایا: صدوق۔

* محدث قاسم بن قطلبغاؒ (۸۷۹ھ) نے انکو اپنی ''الثقات'' میں ذکر کیا۔(**الثقات لابن حبان، سنن الدارقطنی بحوالہ التذییل علی کتب الجرح والتعدیل: ج۹:ص۹۶، بلوغ المرام لابن حجر، موافقة الخبر الخبر فی تخریج احادیث المختصر بحوالہ تحفة اللبیب بمن تکلم فیهم الحافظ ابن حجر من الرواة فی غیر التقریب: ج۲:ص ۳۱۳، الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستة: ج۵:ص۱۵**)

(۴) عون بن عمارة العبدی القیسیؒ (م ۲۱۲ھ) سننِ نسائی کے راوی اور ضعیف ہیں، لیکن انکی روایت متابع میں لی جاسکتی ہے۔

* امام ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) نے فرمایا: لین الحدیث۔ جو جرح کا سب سے ہلکا مرتبہ ہے اور اس جرح کی صورت میں روایت اعتبار کیلئے لی جاسکتی ہے۔

* امام ابویحیی الساجیؒ (م ۳۰۷) نے فرمایا: صدوق فیه غفلة۔

* چنانچہ حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے فرمایا: و مع ضعفه یکتب حدیثه۔(**تهذیب الکمال: ج ۲۲:ص ۴۶۱، کشف الاستار: ج ۳:ص ۱۳**)

(۵) السکن بن ابی السکن اسماعیل البرجمی الانصاریؒ ثقہ ہیں۔(**تحریر تقریب التهذیب: رقم ۲۴۵۹، کتاب الثقات للقاسم: ج۵:ص۴۷**)

(۶) حجاج بن سنان متروک ہے۔(**لسان المیزان: ج۲:ص ۵۶۲**)

(۷) علی بن زید بن جدعانؒ (م ۱۳۱ھ) صحیح مسلم اور سننِ اربعہ کے راوی اور ضعیف ہیں، البتہ انکی روایت کو متابع میں لیا جاسکتا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) انکی روایت کے دفاع میں لکھتے ہیں: علی بن زید بن جدعان له غرائب و افرادات و لکن له شاهد۔(**تقریب: رقم ۴۷۳۴، مسند الفاروق: ج۱:ص ۳۸۰**)

مشہور سلفی عالم ابواسحٰق حوینی -حفظہ اللہ- کہتے ہیں: حدیثه حسن فی الشواهد۔(**غوث المکدود: ج۲:ص ۲۳۵**)

(۸) سعید بن المسیبؓ (م بعد ۹۰ھ) کتبِ ستہ کے راوی اور امام، ثقہ، ثبت، فقیہ اور حجت ہیں، انکی مراسیل ائمۂ محدثین کے نزدیک اصح المراسیل ہے۔(**تقریب: رقم ۲۳۹۶، الکاشف: رقم ۱۹۶۰**)

(۹) حضرت ابوہریرةؓ (م ۵۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حکم:

یہ سند حجاج بن سنان اور علی بن زید کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس روایت کا شاہد موجود ہے جو درج ذیل ہے: چنانچہ امام عبد العزیز بن علی، ابوالقاسم الازجیؒ (م ۴۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ

[أنبا أبو الفتح يوسف بن عمير بن مسرور القواس] حدثنا محمد بن أحمد، ثنا يعيش، ثنا منصور بن صقير، ثنا سكن بن أبي السكن البرجمي، عن علي بن زيد، عن سعيد بن المسيب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة علي نور على الصراط، ومن صلى علي في يوم جمعة ثمانين مرة، غفر له خطايا ثمانين عاما، ومن أدركه الموت وهو في طلب العلم لم تكن بينه وبين الأنبياء في الجنة إلا درجة واحدة۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نور ہوگا، اور جو مجھ پر جمعہ کے دن اسّی مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور جسے علم حاصل کرتے ہوئے موت نے آلیا، جنت میں اسکے اور انبیاء کرام کے درمیان صرف ایک درجے کا فاصلہ ہوگا۔ **(مخطوطة من حديث ابی القاسم عبد العزيز بن علی الازجی عن شيوخه وهو فی المكتبة الظاهرية بالدمشق، رقم ۳۸۴۹، مجموع ۱۱۳/ ۲، ورقة ۶۶ - ۷۱ :ص۸)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام عبدالعزیز بن علی، ابوالقاسم الازجیؒ (م ۴۴۴ھ) صدوق، محدث ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۹: ص ۶۵۶، سیر: ج۱۸ :ص۱۸**)

(۲) ابوالفتح، یوسف بن عمر القواس الحافظؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ اور زاہد ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۸: ص ۵۸۷**)،

(۳) محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی الثلج، ابوبکر الکاتبؒ (م ۳۲۲ھ) ثقہ ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج۷: ص ۴۶۳، کتاب الثقات للقاسم: ج۸: ص۱۵۰**)،

(۴) یعیش بن الجہمؒ صدوق ہیں۔

- مشہور ثقہ، حافظ، صاحب العلل، ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (**لسان المیزان: ج۸: ص ۵۴۱، میزان الاعتدال، المغنی وغیرہ**)

- امام العلل، امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) بھی فرماتے ہیں کہ ''**صدوق ثقة**''۔ (**الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج۹: ص۳۱۰**)،

- حافظ ابن حبان البستیؒ (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ''الثقات'' میں شمار کیا اور کہا: کہ ''**يعيش بن الجهم الحديثي من الحديثة يروي عن أبي نعيم وأهل العراق حدثنا عنه شيوخنا يغرب حدثني عبد الرحمن بن أبي حاتم الرازي ثنا يعيش بن الجهم ثنا عبد الحميد الحماني ثنا عبيد الله بن عمر عن الزهري عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا ولا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاثة أيام يلقاه هذا فيعرض عنه ويلقاه هذا فيعرض عنه فأيما بدأ بالسلام سبق إلى الجنة۔**

قال أبو حاتم الكلام الأول صحيح من حديث الزهرى عن أنس وأما قوله يلقاه هذا فمعناه عند الزهرى عن عطاء بن يزيد عن أبى سعيد الخدري وقوله أيما بدأ بالسلام سبق إلى الجنة فهو عند عبد الله بن عمر لا عن عبيد الله عن الزهرى عن أنس لم أر في حديث يعيش ما في القلب منه شيء غير هذا الحديث الواحد''۔ (**کتاب الثقات لابن حبان: ج۹: ص ۲۹۲-۲۹۳**)

یعنی حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) نے یہاں توثیق مفسر فرمائی ہے اور وہ جرح پر مقدم ہوگی۔ واللہ اعلم

- حافظ ابوسعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) نے کہا:

''**خرج منها جماعة من المحدثين، منهم يعيش بن الجهم الحديثى من الحديثة، يروى عن أبى نعيم الفضل بن دكين وأهل العراق، روى عنه عبد الرحمن ابن أبى حاتم الرازيّ وقد ينسب إلى التحديث حديثي، يعني إلى رواية الحديث**''۔ (**الانساب للسمعانی: ج۴: ص ۹۳**)

لہذا یعیش کم از کم صدوق، محدث ہیں۔ واللہ اعلم

(۵) منصور بن صقیر سنن ابن ماجہ کے راوی اور ضعیفٌ یُعتبر به في المتابعات و الشواهد، فإن ضعفه ليس بالشديد ہے۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۹۰۳)

(۶) السکن بن ابی السکن اسماعیل البرجمی الانصاری،

(۷) علی بن زید بن جدعانؒ (م ۱۳۱ھ) اور

(۸) سعید بن المسیبؒ (م بعد ۹۰ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۹) ابو ہریرہؓ (م ۵۸ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

- یعنی حجاج بن سنان کے متابع میں ثقہ راوی السکن بن ابی السکن اسماعیل البرجمی الانصاری ہیں۔
- منصور بن صقیرؒ کے متابع میں عون بن عمارۃ العبدی القیسیؒ (م ۲۱۲ھ) موجود ہے۔
- اور علی بن زید بن جدعانؒ (م ۱۳۱ھ) کے متابع میں عبدالعزیز بن صہیب البنانی البصریؒ (م ۱۳۰ھ) موجود ہیں۔

لہذا تعدد طرق کی وجہ سے، یہ حدیث حسن لغیرہ درجہ کی ہوگی اور اب منکر کی جرح بھی کمزور ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ حدیث ''من صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفر الله له ذنوب ثمانين عاما'' کا مضمون مقبول ہے اور طالب الرحمٰن کا اعتراض مردود ہے۔

جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ''۸۰'' بار درود پڑھنے کی روایت کی تحقیق:

نیز سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے اسی طرح کی ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ ''و في لفظ عند ابن بشكوال من حديث أبي هريرة أيضاً من صلى صلاة العصر من يوم الجمعة فقال قبل أن يقوم من مكانه اللهم صل على محمد النبي الأمي و على آله و سلم تسليماً ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاماً و كتبت له عبادة ثمانين سنة و نحوه عن سهل كما سيأتي''۔

حافظ ابن بشکوالؒ (م ۵۷۸ھ) کی اس مرفوع روایت کی سند نہیں ملی۔

مگر جمعہ کے دن ''۸۰'' بار درود پڑھنے کی فضیلت ثابت ہے، کما مر، لہذا ابن بشکوالؒ (م ۵۷۸ھ) کی روایت کی تحدید کے بغیر بھی، اس درود کو پڑھا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم